اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا

مصباح

زنانہ اخبار

مہینے میں دو بار

نمبر ۱۲ جلد ۹

قادیان دارالامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر: قاضی محمد ظہور الدین اکمل

چندہ سالانہ دو روپیہ ۸ آنے

یکم جون سنہ ۱۹۳۵ء — ۲۸ صفر المظفر سنہ ۱۳۵۴ھ

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
سوالات کے جوابات . . .	۳ — ۸
علم اور اس کا حصول . .	۸ — ۱۰
جاپان سے ایک چٹھی .	۱۰ — ۱۲
نسیر	۱۲ — ۱۴
عبرت!	صفحہ ۱۵
وصیتیں	۱۶ — ۱۷
اشتہارات	۱۸ — ۱۹

محترمہ قانتہ پشاور

" امتہ السلام حاجی پورہ

مسٹر عبدالعزیز اسماعیل

محترمہ شہناز امرُوقی

ماخوذ

× . × ×

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُعاء

اے دُنیا کے باغ کے مالی — اے اپنے بندوں کے والی
دل کے مالک جان کے مالک — دنیا اور جہان کے مالک
دوسرا تجھ سا کوئی نہیں ہے — تجھ سا داتا کوئی نہیں ہے
بخش ہمارے جسم کو طاقت — بخش ہمیں محنت کی عادت
پڑھنے پہ دل مائل کردے — علم و ہنر میں کامل کردے
ہمت دے کچھ کام کریں ہم — جگ میں روشن نام کریں ہم
دل میں خدا کی الفت بھر دے — خدمتِ قوم کے قابل کر دے
سچ بولیں ہم جھوٹ نہ بولیں — کبھی کسی کا عیب نہ کھولیں
ہو انصاف اصول ہمارا — صرف اک ڈھونڈیں تیرا سہارا

نام پہ تیرے جان فدا ہو
کوئی نہ دل میں تیرے سوا ہو

نعیمہ خاتون
سیکرٹری لجنہ شہر گجرات

مطالبات تحریک جدید

۲۶ مئی ۱۹۴۳ء یوم الوصال حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو تحریک جدید کے متعلق رجال و نساء جماعت کے الگ الگ جلسے بھی ہوئے مسجد نور میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک ایمان افروز تقریر دلپذیر فرمائی۔ اور تحریک جدید کے مطالبات کے متعلق یاد دہانی فرمائی۔ جو حصہ خواتین سے بالخصوص متعلق ہے۔ مثلاً سادگی اور ایک سالن اور اپنے بچوں کو دینی خدمات کے لئے بھیجنا اور ان کی تربیت وغیرہ۔ امید ہے کہ اس میں ایک دوسری سے بڑھکر حصہ لیا جائے گا۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِخِدْمَةِ الدِّیْنِ الْاِسْلَام ٭

ایک مخلص احمدی خاندان کی مستورات کا قابل قدر نمونہ

سہارنپور میں ہمارے بھائی شیخ فضل حق صاحب گارڈ اور ان کے اہل و عیال ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔ کہ خدمات دین میں بیش از بیش حصہ لے سکیں۔ شیخ صاحب موصوف کے اہل خانہ کی خواہش تھی۔ کہ وہ تحریک جدید کے سلسلہ میں امانت فنڈ میں بھی کچھ رقم جمع کرا سکیں۔ مگر اُن کے پاس نقد رقم موجود نہ تھی۔ اسلئے انکی اہلیہ محترمہ۔ اُن کی دختر نیک اختر اور بہو نے مبلغ چھ صد روپیہ کے زیورات فروخت کر کے وہ رقم مرکز کو ارسال کر دی ہے۔ کہ میعاد ختم ہونے پر بصورت نقدی یا جائداد اُنکو وہ رقم واپس کر دیجائے۔ انکا نمونہ قابل قدر ہے۔ باقی بہنوں کو چاہیئے۔ کہ اُنکے پاس زائد از استعمال جو زیورات ہوں۔ اُن کو فروخت کر کے سلسلہ کے کاموں میں لگائیں۔ آجکل سونا مہنگا ہے۔ اس لئے قیمت غالباً اصل لاگت سے بھی زیادہ ملیگی۔ عورتوں کو عموماً زیورات سے بہت محبت ہوتی ہے۔ وہ عورتیں جو زیورات کے لئے اپنے خاوندوں یا رشتہ داروں کو تنگ کرتی ہیں۔ اُنکو اس نمونہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ شیخ صاحب کے اہل خانہ کے اخلاص میں برکت دے۔ خاکسار عبدالواحد احمدی از سہارنپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

83

سیدو - سیدا - عمورا - سدوم - حمص وغیرہ نام تھے - یہاں کابل - سکھم - گلگت - سری نگر - زیدہ - سیدو - عمورا - سدوم - حمص نام موجود ہیں - مردوں اور عورتوں کے اسرائیلی نام اور لباس موجود ہیں - ایک حدیث میں ہے - کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی کل عمر ایک سو بیس سال کی تھی - شام میں صرف ۳۳ سال رہے - باقی عمر ۸۷ سال کشمیر میں گذاری - آپ کا ایک حواری تھوما تھا - جو میلاپور (مدراس) میں دفن ہے - اور آسمان پر جانے کا قصہ محض کہانی ہے - جو یہودان شام کی توجہ ہٹانے کے لئے حواریوں نے ایجاد کیا تھا - بے اصل محض ہے -

تیسرا سوال ہے تعلیم فلسفہ کے بارہ میں - کہ فلسفہ پڑھنے سے مذہب پر کیا اثر پڑتا ہے - جو فلاسفر گذرے ہیں - ان کی رائے خدا کے وجود کے بارہ میں کیا ہے؟

سوال اول کا جواب یہ ہے - کہ ہر مذہب اپنی جوابدہی کا ذمہ وار ہے - اور ہم مذہب اسلام کے ذمہ وار ہیں - اگر کوئی شخص قرآن کریم کسی عقلمند عالم سے پڑھ لے جو دین اور عقل دونو کو لازم ملزوم جانتا ہو - تو قرآن کے عالم پر فلسفہ کا کوئی بُرا اثر نہیں ہو سکتا - فلسفہ خادم اور قرآن مخدوم ہوگا مگر جو مسلمان فلسفہ پڑھ کر دہریہ ہو جاتے ہیں یا بیدین ہو جاتے ہیں - وہ دراصل قرآن کریم اور عقل دونوں کی تطبیق سے بے علم ہوتے ہیں - ورنہ اگر عالم قرآن ہو - تو فلسفہ کا کوئی بُرا اثر ایک عقلمند قرآن خواں پر نہیں پڑ سکتا؛

سوال دوم کا جواب یہ ہے - کہ اسلام سے باہر جن فلاسفروں نے خدا کے وجود سے انکار کیا ہے - وہ دراصل یا عیسائی تھے - جو انسان کو خدا جانتے تھے - یا بت پرست ہندو تھے - ایک عقلمند جس کو فلاسفر کہتے ہیں - لازماً عقل کے معیار پر عیسائیت اور بت پرستی کے خدا سے منکر ہوگا مگر اسلام کا خدا ایک زندہ اور سمیع و بصیر و علیم خدا پیش کرتا ہے - اس واسطے ایک عالم قرآن عقل سے کام لینے والا فلاسفر ضرور خدا کا قائل ہوگا - اور جہاں دوسرے فلاسفر عقل کے ذریعہ صرف اس حد تک قائل ہیں - کہ جبکہ کوئی فعل فاعل کے نہیں - اور کوئی حرکت بغیر محرک کے نہیں اور کوئی صنعت بغیر صانع کے نہیں - تو یہ سارا کارخانہ عالم بغیر خدا خالق اور مالک کے کیسے ہو سکتا ہے - ضرور اس کا کوئی خدا ہونا چاہیئے مگر فلاسفر نہیں کہہ سکتا - کہ خدا ہے "خدا ہے" کا ثبوت صرف خدا کے نبی منواتے آئے ہیں - اور اس کا ذریعہ وہ علم غیب اور اظہار علوم ہیں - جو خدا کے نبیوں کو صرف وحی اور الہام سے ہوتے ہیں - وہ خدا کی ہستی پر زندہ گواہ ہوتے ہیں - اور زندہ خدا منواتے ہیں - اس زمانہ میں خدا کی ہستی حضرت احمدؑ قادیانی علیہ السلام نے منوائی؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رہا حضرت عیسیٰؑ کے حق میں قصیدہ گوئی سو نہ اس کے واسطے فرصت ہے۔ اور نہ ضرورت ہے۔ اگر ایک مسلمان قصیدہ کہے بھی۔ تو کیوں نہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کہے۔ جس کی نظیر دوسرے انبیاء میں نہیں۔ اور "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" کا مصداق ہے۔ والسلام

(مرسلہ قانتہ پشاور)

علم اور اس کا حصول

علم ایسی شے ہے۔ کہ جس انسان کے پاس یہ خزانہ ہے۔ وہ کبھی کسی چیز کے حصول سے بے بہرہ نہیں رہ سکتا۔ اور اس کے حاصل کئے بغیر انسان گوناگوں قباحتوں کا شکار رہا کرتا ہے۔ داناؤں کا قول ہے۔ کہ علم ایسا خزانہ ہے۔ جو خرچ کرنے سے روز بروز بڑھتا ہے۔ اور زر ایک ایسا خزانہ ہے۔ کہ جو خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے۔ مگر اس کی غرض وغایت کو کبھی نظر انداز بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ حضرت عمر رضی اللہ کا زرّین قول ہے۔ کہ علم تین باتوں کے لئے نہیں سیکھنا چاہیئے اور تین ہی باتوں کی وجوہات کی بناء پر تحصیل علم میں ہرگز پہلو تہی نہ کرنی چاہیئے۔ یعنی بحث۔ فخر اور ریاء کے لئے تو علم نہ سیکھنا چاہیئے۔ اور حیا۔ زُہد۔ جہالت کو دُور کرنے کے لئے تحصیل علم میں پوری پوری جدو جہد کرنی ہر بنی نوع انسان کے لئے ضروری ہے اور لابدی ہے۔ شیخ سعدیؒ کا قول ہے۔ کہ بے علم تو خدا کو بھی شناخت نہیں کر سکتا۔ گو فی زمانہ تحصیل علم کے لئے ہر ایک انسان اپنے اپنے رنگ میں کوشش کر رہا ہے۔ مگر ہر اہلِ اسلام اس کے حصول کے لئے اللہ کریم نے نہایت آسان ذرائع اپنی ذرہ نوازی سے ہمیں نازل فرما دیئے ہیں کہ محض قرآن کریم کا پڑھ لینا اور اس کے معارف کو سمجھ لینا ہی ہر ایک کٹھن علم کی عقدہ کشائی ہے۔ یہ ایسا بے پایاں اور پُر معارف وحقائق خزانہ ہے کہ کسی بنی نوع انسان کا اس بحر ذخار کی تہ تک پہنچنا ناممکن ہے۔ آج سے تیرہ سو برس پیشتر اس دُرِّ نایاب کا لانیوالا فداہ ابی واُمّی اپنی امت کے لئے ایسا خزانہ چھوڑ گیا ہے۔ جس کے فیض سے کل مخلوق عالم روزِ قیامت تک فیضیاب ہوتی رہیگی اور اس علم کے خزانے کی کلید ہمارے موجودہ زمانہ کے لئے ہی مقدر کیگئی تھی۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود باجود کے طفیل اس خزانہ کا باب وا ہوا جس سے آج ایک عالم کو ثابت ہوگیا ہے۔ کہ علم قرآن ہی تمام دنیوی علوم پر حاوی ہے۔ بلکہ دیگر علوم پر حَکم ہے۔ اور اس کی تعلیم اتم واکمل ہے۔ پیاری بہنو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے لیکچرز اور خطبات پڑھے اور سنے ہوں گے۔ کہ حضور پُرنور کے علم کی روانی کو جب دشمن نے بھی دیکھا ہے۔ تو انگشت بدندان رہ گیا ہے۔ اور پورے حیرت واستعجاب سے محو حیرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوکر استفسار کے لئے مجبور ہوا ہے۔ کہ آپ نے تعلیم کہانتک حاصل کی ہے۔ حتیٰ کہ عرب و شام جیسے ملک نے بھی آپکے علم خداداد۔ فہم قرآنی کی تعریف کی ہے۔ اور حضور پُرنور نے ہمیشہ ایسے سائلوں کو یہی جواب فرمایا ہے۔ کہ "محض قرآن ہی پڑھا ہے"۔ نہ صرف یہی بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی علم قرآن کو حاصل کر کے تمام دنیا کے علماء فقہاء کو چیلنج کیا۔ کہ کوئی بھی حضورؑ کے مقابلہ میں بیٹھکر تفسیر لکھے۔ مگر کوئی بھی ماں کا جایا مقابلہ کے لئے پیدا نہ ہونا تھا اور نہ ہوا۔ ایسا ہی آج حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی سینکڑوں مرتبہ کل دنیا کے علماء فقہاء اور فلاسفروں کو چیلنج کر چکے ہیں۔ کہ کوئی علم قرآن کے مقابلہ میں ہمارے روبرو کھڑا ہو۔ مگر کسی بشر کو بھی ایسی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔ یا صراطِ مستقیم بھی اختیار کر کے اس چشمہ سے سیراب ہی ہوتا۔ گویا حصول علم قرآن دانی کی ایک مجسم اور بیّن مثال اسوقت بھی تمام اکنافِ عالم کے لئے ہمارے سامنے موجود ہے۔ اور اللہ کریم کی ہزاروں ہزار تائیدات اور نصرتیں انکے ساتھ ہیں۔ پس ثابت ہوا۔ کہ کل علوم دینی و دنیوی کے مقابلہ میں لاریب۔ افضل۔ ارفع۔ اکمل اور اتم علم، علمِ قرآن ہی ہے۔ جیسا کہ خود قرآن کریم کا دعویٰ بھی ہے (۱) ذٰلک الکتاب لاریب فیہ (۲) فأتو بسورۃ من مثلہ (۳) اتممت علیکم نعمتی۔ اور اس پُرمعارف خزانۂ علم کی کنجیاں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضورؑ کے جانشین خلیفۂ وقت حضرت خلافت مآب کے دست مبارک ۔ ۔ ۔ ۔ میں دی گئی ہیں۔ اور یہی وہ خزانہ ہے۔ جسکے معارف جسکے دلائل اور براہین کی نوید خود حضرت نبی کریمؐ سے اس آخری زمانہ کے لئے دیگئی تھی۔ قرآن کریم زبانِ عربی میں ہے اور عربی زبان بھی وہ زبان ہے جو تمام زبانوں کی ماں شمار کیگئی ہے۔ اس طرح بھی اس علم عربی میں خاص خاص برکات رکھی گئی ہیں۔ اور آج ایک عالم پر یہ بخوبی روشن اور ثابت ہو چکا ہے۔ کہ تمام علوم اسی ایک پُرحکمت قرآن کی مرہونِ احسان ہیں۔ اس زمانہ میں حصولِ علم کے لئے جسقدر جدوجہد جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔ وہ زبان زد عام ہے۔ مگر ہم بہنوں کا قدم بھی اس علمِ قرآن کے حصول کے لئے پیش پیش نہیں ہے ہم بہنوں کو چاہیئے۔ کہ اس علم سے بہرہ ور ہوں اور جہاں جہاں بھی جو بہنیں ہوں وہ قرآن کریم کے نکات سمجھنے اور اسپر عمل پیرا ہونے کی پوری پوری سعی کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنے خطبات اور لیکچروں کے ذریعہ تمام جماعتوں کو حکماً پابند فرمایا ہوا ہے۔ میرا یقین ہے۔ ہم سب بہنوں کا قدم پوری سرعت سے اسپر عمل پیرا ہو رہا ہے۔ جملہ احمدی بہنوں سے استدعا ہے۔ کہ سب دُعا کریں۔ اللہ کریم مجھے حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے احکام کے تابع روز و شب علمِ قرآن حاصل کرنے اور اس پر پورا پورا عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

جمال و حُسنِ قرآن نورِ جانِ ہر مسلمان ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

پھر فرماتے ہیں:۔

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلا نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اسمیں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

(خاکسارہ امت السلام بنت بابو محب الرحمٰن صاحب
از حاجی پور بھگواڑہ)

جاپان سے ایک چٹھی

از کوبے ۱۷ مارچ۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ

چند یوم سے طبیعت کچھ ناساز رہی اب اچھی طرح سے ہوں۔ جاپان میں موسم بہار شروع ہو رہا ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ جاپان کا یہ موسم بہت ہی اچھا ہوتا ہے پھولوں کی بہار دیکھنی ہو تو پھر یہاں آجاویں۔ یہ لوگ پھولوں کو اچھی طرح سجانا جانتے ہیں۔ یورپ والوں نے بھی ترقی کی اور ہر چیز کو بڑی بلندی تک لے گئے۔ لیکن واہ رے جاپان تری پھرتی۔ جہاں ایک تار ٹوٹتا ہے وہاں ۳-۴ اکٹھے ہی جوڑ دیتا ہے۔ یہاں محض پھولوں کی سجاوٹ سکھانے کے لئے سکول ہیں جن میں باقاعدہ یہ تعلیم دی جاتی ہے۔ پھولوں کی دوکانوں میں ایک دفعہ جانے سے بس یہی دل چاہتا ہے کہ یہاں سے باہر نہ جاویں۔ سردی اور برف کے موسم میں بھی شیشہ کے گھروں اور ہاٹ کیسس میں پھولوں کی پیدائیش کی جاتی ہے۔ یہ لوگ پھولوں کی قدر بھی جانتے ہیں۔ آج کل یہاں موسم بہار میں ایک عجیب قسم کا شگوفہ نکلتا ہے۔ جسکو Cherry Blossom کہتے ہیں پہلے پھول اور پھر پتے نکلتے ہیں تمام دوکانوں میں سجا کر رکھا ہے۔ بڑا خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔

یہاں کل عید ہوگی۔ یعنی ۱۵ مارچ کو بروز جمعہ میں نے چاند بدھ کو دیکھا لیکن یہاں کے تاتاری مسلمان مولوی اور اس کے معاون کہتے ہیں کہ انہوں نے چاند منگل کو دیکھا۔ اس لئے ان کی شہادت پر جمعہ کو ہی عید منائی گئی۔ اگرچہ منگل کے دن چاند کا نظر آنا ممکن بھی نہ تھا۔ عرب اور تاتاری لوگ ہمیشہ ایسی شہادت دینے میں پیش قدمی کیا کرتے ہیں۔ یہاں جاپان میں ایک بڑی مسجد تیار ہو رہی ہے ہندوستانی مسلمانوں نے کوئی ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ جمع کیا ہے۔ یہاں پر ہندوستانی سوداگر کوئی ۱/۲ اسو کے قریب ہیں۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی امامت یا مسجد کے کام کا نہیں۔ کچھ تاتاری روسی لوگ جو وہاں سے بھاگ دوسرے ملکوں میں پناہ لئے بیٹھے ہیں۔ انہیں سے کچھ جاپان میں بھی آباد ہیں۔ ان میں بھی وہی پرانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

85

مولویوں والی بدعتیں موجود ہیں۔ اور ہمارے ہندوستانی تو فرقہ بندی میں مشہور ہی ہیں۔ کچھ بورے اور میمن لوگ اور ایک دو ہندوستانی پنجابی بھی ہیں۔ ایک سے مذہبی باتیں کرنے کا موقع ملا لیکن تبلیغ کے نام سے بھاگتے ہیں۔ ایک تو واقفیت نہیں دوسرے شوق بھی نہیں۔ رات مسلمانوں کی ایسوسی ایشن کے جلسہ میں مجھے بھی شریک ہونے کا موقع ملا۔ میں نے موقع پاکر چند فقرے بول دیئے۔ اس پر ان کی توجہ میری طرف ہوگئی۔ میں تو اپنے آپکو انٹروڈیوس کرنے کا بہانہ چاہتا تھا۔ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جسکو یہ احساس ہوتا کہ ایک نئے آدمی کو دوسروں سے انٹروڈوس ... کرانا چاہیے۔ آخر مجھے پریذیڈنٹ .... نے کھانے کے وقت بلایا اور اپنے پاس ہی جگہ دی۔ میں نے دوران گفتگو اور کھانیکے وقت بار بار اُن سے تبلیغ کے لئے کہا اور ان کا رویہ دیکھنا چاہا۔ لیکن وہ اس تبلیغ کو ایک بوجھ اور اپنے کام اور بزنس ..... کیوجہ سے اس طرف کوئی توجہ نہیں دے سکتے۔ میں نے کہا یہ تو فرض ہے اور ہر شخص پر لازم ہے کہ اس میں اپنی ہمت اور قابلیت کے لحاظ سے حصہ لے۔ بہرحال بچارا جان چھڑا کر وہاں سے بھاگا۔ میں نے کہا مسجد تو بن گئی اس کی آبادی کا انتظام بھی کرنا چاہیئے۔ یہاں تبلیغ کا اچھا موقع ہے۔ عیسائی مشن یہاں بھی چین کی طرح بڑی سرگرمی سے کام کر رہے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو کوئی ہوش نہیں۔ زبان کی کمی کیوجہ سے میں فی الحال معذور ہوں۔ ہمارے مبلغ بھی اسی تکلیف کا شکار ہوں گے۔ پھر مشکل یہ ہے کہ جاپانی دنیا کے کسی اور حصہ میں نہ بولی جاتی ہے اور نہ ہی پڑھائی سکھائی جاتی ہے۔ اس لئے تو یہاں ہی آکر سیکھنا پڑتا ہے۔ یہ لوگ بڑی تیزی سے مادی دنیا میں ترقی کر رہے ہیں۔ عورتیں اور بچے سب کے سب مشغول نظر آتے ہیں۔ مذہب کا جھگڑا بہت کم ہے۔ قومی جوش اور اس کا پراپیگنڈا بہت ہوتا ہے۔ اپنے کام کی خاطر دوسروں کی بہت خاطر کرتے ہیں۔ انگریزی زبان تھینک یو .... کی طرح بات بات پر (آری گیتو) جس کے معنے تھینک یو .... کے ہیں۔ یہ لوگ بھی اسی طرح کہتے ہیں۔ انگریزوں کی طرح یہ لوگ بھی اب دنیا کو یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ بس جاپان سے بڑھ کر دنیا میں کوئی اور قوم نہیں جو اپنی قوم اور قومی روایات پر قربان ہونے کے لئے تیار ہو۔ اپنے بادشاہ کو بلا کسی حیل وحجت کے اپنا خدا مانتے ہیں۔ آج کل اخبارات میں اسکا بہت چرچا ہو رہا ہے۔ کوئی ایک شخص ڈاکٹر می نوبے جو بڑا عالم اور اسکالر مورخ بھی بہت ہے۔ اس نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں اس نے بادشاہ کے اختیارات پر بحث کی۔ اسپر لوگ بہت ناراض ہیں۔ بلکہ اسکو سزا دینے کے لئے طرح طرح کی تجاویز اور جلسے ہو رہے ہیں۔ غرضیکہ قومی جوش کو بڑھانے کے لئے اس قوم کو کوئی نہ کوئی بات ہر وقت لگی رہتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باوجود اپنی ترقی اور علم کے یہ قوم عیاشی کی طرف بڑی سرعت سے دوڑی چلی جارہی ہے۔ ناچ گھروں اور قہوہ خانوں میں جوان لڑکیاں انگریزی لباس میں بھری پڑی ہیں۔ شراب نوشی بھی بڑھتی چلی جارہی ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ جس قوم کا علم تجارت حکومت دولت ترقی پر ہو یہ لازمی امر ہے۔ کہ اس قوم کا تمدن بھی اونچا ہوتا جاوے۔ مَیں حیران ہوں کہ ہمارے ملک کے بنئے مہاجن جن کے پاس لاکھوں روپیہ ہؤا کرتا ہے۔ وہ کس طرح ایک گندی میلی دھوتی پہنکر زندگی بسر کرتے۔ لیکن معلوم ہؤا کہ دولت کے ساتھ اور باتوں کا ہونا بھی لازمی ہے۔ علم تجارت حکومت اگرچہ ان کا جوڑ اور تناسب اپنے لحاظ سے ایک مصلحت اور خوبی کا باعث ہے۔ لیکن پھر بھی جبتک مذہب کا رنگ انپر نہ چڑھایا جائے ان سے انسانی زندگی خطرہ سے کبھی محفوظ نہیں رہ سکتی۔ سوکھا مذہب اور محض توکل بیکاری سستی ان سے کوئی فائدہ نہیں۔ اور قرآن مجید نے اور اسلام نے تو اسکے خلاف ہی تعلیم دی ہے۔

بہرحال میرا خیال ہے کہ اسوقت احمدیہ مشن کسی نہ کسی طرح سے جاپان میں قائم ہونا چاہیئے کم از کم فی الحال دو چار طالب علم ہی زبان سیکھنے کے لئے یہاں چلے آویں جو آئندہ یہاں کام کرنیکے لئے تیار ہو جاویں۔ مَیں یہاں صرف چند یوم کیلئے آیا تھا لیکن رہتے رہتے ابھی تک یہاں پر ہی ہوں۔ اب انشاء اللہ جلد ہی ٹوکیو جاؤنگا۔

۱۶/۳/۳۵

سیر

ایک سہانی صبح کو مَیں بعض ضروری مصروفیتوں کے بعد "شرلک ہومز" کی کتاب کا مطالعہ کر رہی تھی۔ اور میری پیاری باجی پروین میرے پاس ہی آرام کرسی پر بیٹھی ہوئی "مصباح" کا تازہ پرچہ پڑھ رہی تھیں۔ میرا دل اس پرچہ کے مطالعہ کرنے کے لئے بے حد بے قرار تھا۔ لیکن وہ تو باجی کے مضبوط ہاتھوں میں تھا۔ اور اس کا دینا مطالعہ سے پہلے گوارہ نہ تھا۔ اس لئے میں بار بار بے چینی کی حالت میں باجی سے پُوچھ بیٹھتی:-

مَیں۔ باجی کیا آپ نے اب تک پرچہ کا مطالعہ نہیں کیا؟

باجی۔ نہیں۔

مَیں۔ باجی! جلدی ختم کیجئے۔ کیونکہ میرا دل اسکے پڑھنے کے لئے از حد بیقرار ہو رہا ہے لیکن سخت دل باجی میری بات کی کچھ پرواہ نہ کرتی ہوئی اُٹھیں اور یہ کہتی ہوئی باغ کی طرف چلی گئیں۔ "کیسی لڑکی ہے ذرا صبر نہیں؟ میرے پڑھنے میں کس قدر حرج ہو رہا ہے۔ لیکن وہ اپنی ہی کہے جا رہی ہے"۔ "قہر درویش بر جانِ درویش" مَیں پھر کتاب کے مطالعہ میں منہمک ہو گئی۔ اسی اثناء میں باہر سے موٹر کے ہارن کی آواز آئی۔ اُف! مجھے تو یہ یاد ہی نہ رہا تھا۔ کہ آج میری عزیز ترین سہیلی "شیرین" مع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"بلقیس جمال" آنیوالی ہیں۔

میں جلدی کتاب کو میز پر رکھکر برآمدی کی سیڑھیاں طے کرتی ہوئی استقبال کے لیے گئی۔ اور پُرتپاک خیر مقدم کے بعد اپنے ساتھ کمرے میں لے آئی ؛

چونکہ "شیرین" آج میرے گھر بہت عرصے کے بعد آئی تھیں۔ اور میں بھی اس عرصے میں انکے گھر نہیں گئی تھی۔ اس لئے خوب خوب شکوے ہوتے رہے بالآخر "شیرین" نے کہا:۔

شیرین۔ آج چھٹی کا دن ہے۔ موسم بھی نہایت پُر فضا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ آج کسی باغ یا تالاب کی سیر کریں۔

ہم سب نے اس کی رائے سے اتفاق کیا اور یہ قرار پایا کہ باغ میں چلیں اور کھانا بھی وہیں کھائیں چنانچہ میں اور باجی پروین نے فوراً لباس تبدیل کئے اور کچھ ضروری سامان ساتھ لیکر موٹر میں سوار ہوئے۔ موٹر چلتی ہوئی اور ہم تھوڑی دیر میں اپنی عزیز سہیلی "رباب بائی" کے مکان پر تھے۔ کیونکہ انہیں بھی ساتھ لینا تھا۔ غرضیکہ ان کو اور "مسز عباس" کو ساتھ لیکر ہم روانہ ہوئے۔

صبح کا سہانا وقت تھا۔ چاروں طرف آسمان پر شفق پھولی ہوئی تھی۔ اور نیر اعظم اپنے چہرے سے نقاب شب اُٹھا کر صفحۂ زمین پر اپنی کرنیں پھیلا رہا تھا۔ اور طیور مالک حقیقی کی یاد میں نغمہ سرا تھے۔ کسان اور مزدور اپنے اپنے کام پر روانہ ہو چکے تھے۔ اور بعض کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ چاروں طرف سرسبزی و شادابی نظر آتی تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ قدرت نے ایک زمردین فرش بچھا دیا ہے۔ باد صبا کے ہلکے ہلکے جھونکے موٹر کے پردوں سے آکر ٹکراتے اور عجب ترنم ریزیاں پیدا کر کے واپس چلے جاتے۔ دل خود بخود اس سین سے متاثر ہو کر خدا تعالیٰ کی پاک و برتر ہستی کا اعتراف کر رہا تھا

برگ درختانِ سبز در نظر ہوشیار
ہر ورق دفتریست معرفت کردگار

الغرض ہم اس طرح راستہ اور مناظر فطرت کا لطف اٹھاتے ہوئے اپنی منزل مقصود پر قریب آٹھ بجے پہنچ گئے۔

بنگلہ میں (جو باغ کے وسط میں واقع تھا) سامان رکھکر بغرض تفریح روانہ ہوئے۔ ہم سب سہیلیاں ہنستی بولتی ہوئیں اس جگہ پہنچیں جہاں پر آم۔ سنترہ۔ کیلا بادام وغیرہ کے درخت قطار در قطار کھڑے ہوئے باد صبا میں اپنے پتوں کو ایک دوسرے سے ٹکرا کر حسین نغمے پیدا کر رہے تھے ؛

ان کی رنگین اور سبز ساڑھیوں نے انہیں پری بنا دیا تھا۔ ہری بھری گھاس کے چھوٹے چھوٹے قطعات میں یہ پریاں تفریح کناں جھوم رہی تھیں۔ اس طرح ہم لوگ سیر کرتے ہوئے واپس ہوئے۔

واپسی پر نزدیک ہی کے ایک درخت کی ڈالی پر جھولا ڈالا گیا۔ اور ہم سب سہیلیاں دیر تک جھولتی اور گاتی رہیں۔ نہایت لذیذ نفیس کھانے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور پکے ہوئے خوبصورت مزیدار پھلوں سے شکم سیر ہوکر میں اور شیرین بغرض تفریح اُٹھ کھڑے ہوئے لیکن ان سب نے ہماری خواہش کو خاک میں ملا دیا کیونکہ یہ کچھ دیر آرام کرنا چاہتی تھیں۔ آخر کچھ دیر آرام کرنے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہم لوگ پھر بغرض تفریح روانہ ہوئے۔ اسوقت ہم لوگ قریب ہی کے شیوناتھ باغ میں (جو اپنے مالک شیوناتھ کے نام سے موسوم ہے) گئے۔ اور وہاں کچھ دیر پھول توڑنے کے بعد مکان کے اندر گئے جو خاص کر کھانا وغیرہ کھانے کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس کے در و دیوار پر بہت خوبصورت سی تصویریں بنی تھیں۔ اور فرش پر بھی بہت دلکش نقش و نگار تھے۔ غرض کہ وہاں ہر قسم کا فرنیچر مہیّا تھا۔

بالآخر ہم ایک حوض کے پاس جا نکلے جو کہ بہت بڑا اور گہرا تھا۔ اس میں ننھی ننھی مچھلیاں تیرتی ہوئی بہت خوبصورت معلوم ہو رہی تھیں۔ اترنے کے لئے اس میں سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ میں اور میری عزیز ترین دوست "شیرین" حوض کے کنارے پایاب اُتر گئے۔ اور اپنی مہین ریشمی ساڑھیوں کے دامن کو پانی میں ڈالکر ننھی ننھی مچھلیاں پکڑنے کی سعی لاحاصل کرنے لگیں۔ شاید مچھلیاں بھی ہم سے مذاق کر رہی تھیں۔ افسوس کہ ہم سے ایک بھی مچھلی نہ پکڑی گئی۔ آخر ہم نے بھی تنگ آکر ان کی آزادی میں خلل انداز نہ ہونا چاہا۔

شام کا منظر نہایت دلکش معلوم ہوتا تھا۔ کچھ دیر یہاں ٹھیرنے کے بعد ہم لوگ واپس اپنے باغ میں آ گئے۔ لیکن راستہ میں ریل کی پٹڑی کے اوپر سشریر "شیرین" کھڑی ہو گئی۔ یہ وقت ریل کے گذرنے کا تھا ہم لوگوں کو خوف تھا کہ کہیں یہ شریر کوئی آفت نہ ڈھائے اس لئے ہم لوگ بہت خوف زدہ ہو رہے تھے اور غصّے سے شیرین کو ملامت کر رہے تھے۔ لیکن اس لڑکی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ اور ریل کی پٹڑی پر کھڑی رہی حتےٰ کہ ریل کی آواز صاف سنائی دینے لگی۔ تب تو بھاگ کر وہاں سے خود بخود واپس آ گئی۔

بالآخر ہم سب نے نماز پڑھنے کے بعد جانے کی ٹھانی۔ لیکن شیرین کا اصرار تھا۔ کہ ہم لوگ شام کا کھانا کھا کر جائیں۔ مجبوراً رات کے کھانے کا انتظام کرنا پڑا اور ٹھیر گئے۔ حوض کے کنارے بیٹھکر ہنسی مذاق کی باتیں کرنے لگے۔ حتےٰ کہ کھانے کا وقت ہو گیا۔

چونکہ یہ باغ شیرین ہی کا تھا۔ اس لئے ان دنوں اسکی محترمہ چچی صاحبہ وغیرہ وہیں پر تشریف فرما تھیں۔ شام کا کھانا ہم لوگوں نے چاندنی رات میں اس سبز فرش پر کھایا۔ بھوپالی سموسون مچھلی کے کباب۔ مرغن کھانوں اور روغنی روٹیوں نے تو اس لطف کو دوبالا کر دیا۔ شب کے ساڑھے آٹھ بجے ہم لوگ اس دلربا حسین منظر کو خیرباد کہنے پر مجبور ہوئیں اور ان روح افزا و دلفریب واقعات پر لیلیٰ شب نے اپنا سیاہ پردہ ڈال دیا۔ (خاکسارہ امۃ الرحیم۔ ہمشیرزادی حضرت [illegible] الدین صاحب [illegible] بنت [illegible])

87

زنانہ لٹریچر میں شاندار اضافہ

"آرائش جمال باتصویر"

مصنفہ محترمہ وزیر بیگم ضیاء ادیب فاضل (لاہور)

یہ کتاب زنانہ سنگھار کے متعلق عہد حاضرہ کی بہترین تالیف ہے آجتک ہندی یا اردو زبان میں بیوٹی کلچر یعنی خوبصورتی بڑھانے کے علم پر کوئی کارآمد کتاب نہیں چھپی تھی اس کمی کو **آرائش جمال** نے پورا کر دیا ہے۔ زنانہ لب و لہجہ زبان کی پاکیزگی اور خیالات کی ندرت کے اعتبار سے ہندوستان بھر میں اس کتاب کی دھوم مچ گئی ہے۔

خصوصیات:۔ اس کتاب کے شروع میں فخر نسواں محترمہ بیگم شاہنواز ممبر گول میز کانفرنس (لندن) نے تعارفی نوٹ لکھا ہے۔ اور ملک کے مشہور ڈاکٹر کرنل بھولا ناتھ صاحب آئی۔ ایم۔ ایس نے طویل دیباچہ سپرد قلم فرمایا ہے۔ پہلا حصہ حسن صحت کے متعلق ہے جسمیں غذا ورزش غسل وغیرہ کے ذریعے سے صحت قائم رکھنے اور جسم کا بھداپن دور کرنے کے طریقے بیان کئے گئے ہیں۔ دوسرے حصہ میں حسن اندام پر بحث کی گئی ہے اسمیں سر کی چوٹی سے لیکر پاؤں کے ناخنوں تک خوبصورتی حاصل کرنے کیلئے موقعہ بموقعہ ابٹن مسّی۔ غازے۔ کریم۔ کاجل خضاب شیمپو تیل وغیرہ زنانہ ضروریات کے دو سو ایسے نسخے بنائے گئے ہیں جو معمولی لاگت سے گھر میں خود تیار کئے جا سکتے ہیں۔ تیسرے حصہ میں افزار اشیاء و لباس ساڑھی عطریات وغیرہ کے متعلق علمی نکات و قیمتی مشورے درج ہیں حصہ چہارم میں حسن سیرت کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ آداب مجلس اور خاوند کو خوش رکھنے کا راز بتایا گیا ہے حصہ پنجم میں آرائش و زیبائش کے متعلق بعض ضروری متفرق معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

ہر عورت خوبصورتی ہنر اور سلیقہ کے طفیل گھر کو بہشت کا نمونہ بنا سکتی ہے! اسلئے ہر عقلمند بی بی کا فرض ہے کہ خوبصورتی کی نگہداشت میں غفلت نہ کرے۔ زمانہ حال کی روشن خیال خواتین کے لئے اسکا مطالعہ ازبس ضروری ہے کتاب موزوں و سستی تصاویر کے علاوہ آرٹ پیپر پر فوٹو بلاک کی دو درجن سے زیادہ دلکش تصویروں سے مزین ہے۔

لکھائی چھپائی۔ کاغذ نہایت اعلیٰ قیمت فی جلد مجلد (عہ/) دو روپے آٹھ آنے

ملنے کا پتہ

کتب خانہ طب جدید میو روڈ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۹۰

اخبار مصباح۔ قادیان دارالامان۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah